ادارۃ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

سبق نمبر (12)

زیرِ تدریس خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز الافتاء و الارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

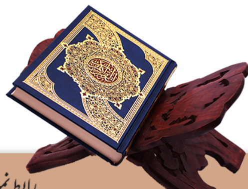

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993

بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

نزولِ القرآن الکریم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

پہلی منزل

قرآن کریم کی پہلی منزل لوحِ محفوظ تھی۔ کلام باری کے پہلے نقوش اسی ام الکتاب میں ابھرے ام الکتاب عالمِ وجود میں سب سے پہلی لوح ہے جس میں امر الٰہی اترا۔

(قال اتدری ما ام الکتاب قلت اللّٰہ ورسولہ اعلم قال فانہ کتاب کتبہ اللّٰہ قبل ان یخلق السماء وقبل ان یخلق الارض.

(جامع ترمذی ابواب القدر جلد ۲ ص ۹۳ لکھنو)

حٰم. والکتاب المبین. انا جعلناہ قراناً عربیاً لعلکم تعقلون.

وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم. (پ ۲۵ الزخرف)

ترجمہ: قسم ہے واضح کتاب کی ہم نے کیا ہے اسے قرآن عربی تا کہ تم سمجھ سکو اور بے شک یہ لوح میں ہمارے پاس ہے برتر اور محکم۔

انہ لقران کریم. فی کتاب مکنون. لایمسہ الا المطھرون.

(پ ۲۷ الواقعہ ۷۷)

ترجمہ: بے شک یہ ہے قرآن کریم ایک پوشیدہ کتاب میں لکھا ہوا اس کو بغیر پاکوں کے اور کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔

بل ھو قران مجیدٌ. فی لوح محفوظ. (پ ۳۰ البروج ۲۱)

ترجمہ: یہ قرآن مجید ہے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا۔

ایک مبارک رات تھی۔ بڑی مبارک رات۔ جب رب العزت نے اس کا نزول مبارک کیا۔ اس رات تقدیروں کے فیصلے صادر ہوتے ہیں یہ غالباً شعبان کی پندرھویں رات تھی۔

حٰم. والکتاب المبین. انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ. (پ ۲۵، الدخان)

ترجمہ: قسم ہے اس واضح کتاب کی۔ ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل فرمایا (اس کا نزول مقدر فرمایا)۔

دوسری منزل

رمضان کا مہینہ اور قدر کی رات تھی ہزاروں مہینوں سے یہ بہتر رات تھی جب قرآن مجید پورے کا پورا لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل ہوا۔ یہ پہلا نزول اور قرآن پاک کی دوسری منزل تھی:

انزل القران اولاً جملة واحدة من اللوح المحفوظ الى السماء الدنيا ثم نزل على حسب المصالح قاله الطيبى كما فى الاتقان ص ١٤٦

شهر رمضان الذى انزل فيه القران (پ۲ البقرہ ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ تھا جس میں کہ قرآن اتارا گیا۔

سو اس میں ہی وہ رات ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے

انا انزلنه فى ليلة القدر. (پ۳۰ القدر)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اتارا۔

قرآن پاک تقدیراً لیلۃ مبارکہ میں اور عملاً لیلۃ القدر میں پہلے آسمان پر نازل ہوا۔ یہ پہلے آسمان پر ایک مخفی خزانہ تھا اور اسی ترتیب سے تھا جس شکل میں آج ہم اسے دیکھ رہے ہیں۔ سورتوں کے فواتح و مقاطع اور ہر پہلی سورت کے آخر کا دوسری سورت کے اول سے لطیف ربط اس ترتیب کے سماوی ہونے کی ایک قوی شہادت ہے۔

تیسری منزل

اب اس وحیِ الٰہی کے چشمے ایک پرنور سینہ بشری سے پھوٹتے ہیں اور قرآن پاک اس مجلی و مصفی آئینہ قلب میں اترتا ہے جسے فیضانِ الٰہی سے اس کے تحمل کی استعداد مل چکی ہے۔ یہ قرآن پاک کا دوسرا نزول اور اس کی تیسری منزل تھی۔ یہ نزولی ترتیب وقتی ضروریات ہنگامی حالات اور عصری مناسبات کے مطابق تھی جسے لینے کے بعد باعلامِ الٰہی اسے اصل ترتیب پر لوٹا دیا جاتا رہا اور اسی حقیقی ترتیب پر قرآن مجید لکھا جاتا تھا یہ نزول تھوڑا تھوڑا اور تدریجاً عمل میں آتا رہا تھا یہ دوسرا نزول تقریباً تئیس سال میں اتمام پذیر ہوا۔

وقرانا فرقنه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا.

(پ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰۶)

+92 332 3264993 +92 332 3158542 رابطہ نمبر
www.HazratFerozMemon.org Ghurfa بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
دورۃ القرآن الکریم و علومہٖ

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے رکھا تا کہ آپ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سکیں اور ہم نے اسے اتارتے اتارا۔

انا نحن نزلنا علیک القران تنزیلا. (پ۲۹ الدھر ۲۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔

وقال الذین کفروا لولا نزل علیه القران جملة واحدة کذلک لنثبت به فؤادک ورتلنه ترتیلاً. (پ۱۹ فرقان ۳۲)

ترجمہ: کافروں نے کہا کہ سارا قرآن اکٹھا کیوں نہ اتارا گیا اسی طرح اتارا تا کہ ہم اس سے آپ کا دل ثابت رکھیں اور ہم نے اس کو سنایا ٹھہر ٹھہر کر۔

قرآن پاک کے لیے عموماً تنزیل کا ذکر ہے انزل کی تعبیر بھی کہیں کہیں ہے۔ تنزیل بتدریج اتارنے کو کہتے ہیں اور انزال اکٹھا یکجا اتارنا ہے قرآن پاک کا پہلا نزول جو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ہوا وہ بے شک یکجا تھا۔ انا انزلناه فی لیلة القدر لیکن آنحضرت ﷺ پر یہ تدریجاً نازل ہوا۔ ہاں پہلی امتوں کو کتابیں یکجا ملی تھیں۔

نزل علیک الکتاب بالحق مصدقالمّا بین یدیه وانزل التوراة والانجیل من قبل هدًی للناس. (پ۳ آل عمران ۳)

ترجمہ: تھوڑی تھوڑی کر کے اتاری آپ پر کتاب سچی تصدیق کرنے والی پہلی کتابوں کی۔ اور اکٹھا اتارا تورات اور انجیل کو اس سے پہلے اس وقت کے لوگوں کی ہدایت کے لیے۔

قاضی بیضاویؒ یہاں نزل کے معنی نجماً نجماً علیحدہ علیحدہ اور تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کے اور انزل کے معنی جملۃً اکٹھا اور یکجا کرنے کے کرتے ہیں۔ یہی ان الفاظ کے حقیقی معنی ہیں اس کے خلاف تعبیر مجاز پر محمول ہوگی۔

نبوت کسبی یا وہبی؟

وحی الٰہی کے تحمل کے لیے پروردگار عالم جسے چاہیں اس کی دعا و رغبت اور ریاضت و محنت کے بغیر خود اسے انتخاب فرماتے ہیں۔ ہاں شرف ہمکلامی سے پیشتر اس میں تحمل وحی کے مناسب ہر طرح کی استعداد اور صلاحیت پیدا کر دی جاتی ہے۔

اقوال ائمہ

قال ابن حبان من ذهب الى ان النبوة مكتسبة لاتنقطع اوالى ان الولى افضل من النبى فهو زنديق يجب قتله لتكذيب القران و خاتم النبيين. زرقانى ٦ ص٨٨ من اخر النوع الثالث من المقصه السادس اوجوز اكتسابها اوالبلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة متصوفة وكذلک من ادعى منهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة فهؤلاء المذكورون كلهم كفار محكوم بكفرهم (ملخصاً من شرح الشفاء للعلامة الخفا جى ۴ ص ۵۰۸ و مثله فى شرح الملا على القارى) فلا يبلغها احد بعلمه ولا يستحقها بكسبه ولاينالها عن استعداد ولايته بل يخص بها من يشاء و من زعم انها مكتسبة فهو زنديق

(شرح عقیدۃ السفارینی ص ۲۵۷)

وهاتان المسئلتان من جملة ماكفروابه بتجويز النبوة بعد النبیّ الذی اخبر تعالیٰ انه خاتم النبيين وقولهم انها تنال بالكسب (صبح الاعشیٰ ۱۳ص ۳۰۵)

پس یہ کہنا کہ انسان خدا اور اس کے رسول اکرم کی اطاعت سے مرتبہ نبوت پا سکتا ہے یا یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے ملی تھی اور انہوں نے اپنی اس محنت سے مرتبہ نبوت پایا تھا ایک کھلا الحاد اور کفر ہے۔

اللّٰه اعلم حيث يجعل رسالته (پ۸ الانعام ۱۲۴)

ترجمہ: اللہ ہی جانتا ہے کہاں وہ اپنی رسالت رکھے۔

واللّٰه يختص برحمته من يشاء. (پ۱ البقرة ۱۰۵)

ترجمہ: اور اللہ جسے چاہے اپنی رحمت سے خاص کر دے۔

اللہ رب العزت نے آنحضرت ﷺ کو فطرتِ سلیم اور طبع مستقیم عطا فرمائی تھی۔ آپ کا مزاج سلامتی اور اعتدال کے سانچے میں اس طرح ڈھلا تھا کہ آپ کی عفت و امانت اور عدالت و دیانت کو پہلے سے ہمہ گیر شہرت حاصل تھی۔ جوں جوں عطائے وحی کا زمانہ قریب آتا گیا اللہ رب العزت کا آپ کی یہ خصوصی تربیت فرمانا اور رنگ لاتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ کی پوری پہلی زندگی آئندہ کی زندگی کے لیے صحت و سلامتی کی ایک مستقل دلیل بن گئی۔ آنحضرت ﷺ نے خود بھی لوگوں سے کہا:

قد لبثت فیکم عمرًا من قبله افلا تعقلون . (پ۱۱یونس ۱۶)

ترجمہ: میں نزول قرآن سے پہلے مدتوں تمہارے درمیان رہ چکا ہوں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے۔

نکتہ عجیبہ

غور کیجیے کہ اس ذات قدسی صفات کی وہ زندگی جو وصول وحی سے پہلے کی تھی قرآن اسے کس طرح حجت اور سند کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ اب بھلا آپ کی وہ زندگی جو فیضانِ وحی سے برابر بہرہ ور رہی کیسے حجت اور سند نہ ہوگی؟

اعلانِ نبوت کے بعد جب آپ کو قوم کی بے لوث راہنمائی کا صلہ ''ساحرِ مبین'' کے الفاظ میں دیا گیا تو نضر بن حارثؓ نے اسی تمہیدِ نبوت ...... آپؐ کی پہلی زندگی ...... کو ان الفاظ میں پیش کیا جن کی تازگی آج بھی بعینہ محسوس ہو رہی ہے۔

قد کان محمد فیکم غلامًا حدثًا ارضاکم فیکم واصدقکم حدیثاً واعظمکم امانةً حتی اذا رأیتم فی صدغیه الشیب قلتم ساحر واللّٰه ماهو بساحرٍ. (محاضرات جلد ۱ ص ۱۵۳)

ترجمہ: جب محمدؐ تم میں نوخیز تھے تو اے قریش مکہ تمہارے نزدیک سب سے پسندیدہ تھے سب سے زیادہ سچے اور تم میں سب سے بڑے امین تھے (بے پروائی کے) اس زمانہ میں تو حال یہ تھا اور اب

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

جب کہ ان کے بال سفیدی لا رہے ہیں اور وہ تمہارے پاس خدائی پیغام لے کر آئے ہیں تم نے انہیں جادوگر کہہ دیا۔ بخدا وہ جادوگر نہیں ہیں۔

خلوت پسندی

جب تربیت پذیری کے جوہر صداقت و امانت میں اعتراف عام بن گئے تو آپ کا طبعی میلان تجرد و خلوت کی طرف ہو گیا۔

حافظ ابن کثیرؒ خلوت پسندی کی وجہ بیان فرماتے ہیں:

لما يراهم عليه من الضلال المبين من عبادة الاوثان والسجود للاصنام آپ قوم کی کھلی گمراہی کو دیکھ کر کہ وہ بت پرستی میں مبتلا ہے اور بتوں کے سامنے سجدہ گزار ہے بہت کڑھتے تھے اس لیے قوم سے علیحدگی میں یہ وقت گزارتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۵) پس یہ سمجھنا کہ آپ حصولِ نبوت کے لیے ریاضت کرتے تھے یہ درست نہیں۔

وحی الٰہی کا آغاز

یکسوئی کی رغبت جذب الی اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کی تکمیل کرنے لگی۔ نوعِ بشری میں نورِ ملکی و دیعت ہوا اور وہ وقت آ گیا جو عطائے وحی کے لیے علمِ الٰہی میں مقرر تھا۔ آپ کی عمر شریف قمری حساب سے چالیس سال سات ماہ اور شمسی حساب سے انتالیس سال تین ماہ اور سولہ دن کی منزل سے گزر رہی تھی اور آپ غارِ حرا میں تھے کہ اچانک وحیِ الٰہی سے مشرف ہوئے بخاری شریف میں ہے۔

حتى فجئه الحق وهو بغار حرا.

آپ غارِ حرا میں تھے کہ اچانک بغیر کسی توقع کے وحی الٰہی آ پہنچی اور آپ اسے لے کر نیچے اترے۔

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

دورۃ القرآن الکریم وعلومہٗ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

حافظ ابن کثیر فجہ کا معنی لکھتے ہیں۔ جاء بغتۃً علی غیر موعد (البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۶) امام احمد کی ایک روایت میں فجاءَ الوحی کے الفاظ ہیں۔ پس اس جگہ حق سے مراد وحی ہے (تفسیر ابن کثیر جلد ۱۰ ص ۲۵۴ بحاشیہ فتح البیان)

مکہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جس کو فاران کہتے ہیں اس میں ایک غار، غارِ حرا کے نام سے موسوم ہے آپ اس غار میں تشریف فرما تھے کہ جبریل امین اترے اور آپ سے کہا۔

اقرأ (پڑھیے)

آپ نے کہا۔ ماانا بقاریٍٔ. (میں پڑھا ہوا نہیں)

حضور اکرمؐ پڑھنے سے انکار نہیں فرما رہے اپنی حالت کا اظہار فرما رہے ہیں کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ ابھی یہ حقیقت نہ کھلی تھی کہ جو کچھ پڑھنا ہے وہ بھی حضرت جبریل ہی بتائیں گے۔ پھر حضرت جبریل نے آپ کو زور سے دبایا اور سینے سے لگا کر بھینچا اور چھوڑ دیا۔ پھر کہا اقراء (پڑھیے) آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ حضرت جبریل آنحضرت کو بار بار گلے لگا رہے تھے۔ تاکہ شانِ ملکی اور طبع بشری میں ایک مناسبت پیدا ہو جائے اور حضورؐ فرشتے کی وساطت سے وحیِ الٰہی کی تلقی کر سکیں اور باری تعالیٰ کے کلام کو وصول فرما سکیں ایسا تین دفعہ ہوا اور تیسری دفعہ جبریل علیہ السلام نے آپ کے سامنے وہ وحی پیش کی جس کے پڑھنے کے لیے آپ کہہ رہے تھے یہ سب سے پہلی وحی تھی۔ جب حضرت جبریل نے سورۃ اقراء کی پانچ آیتیں حضورؐ تک پہنچا دیں تو آپ گھر واپس ہوئے۔ آپ کے دل مبارک پر اس واقعہ کا بڑا اثر تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ سے بیان کیا حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ اہل کتاب کے بڑے جید عالم تھے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ وہی ناموس (راز دارِ رسالت) ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

شبہ کا جواب

حضور اکرمؐ نے حضرت خدیجہؓ کو صرف واقعہ بتایا تھا ان سے اس واقعہ کی حقیقت معلوم کرنا نہ چاہتے تھے اور نہ ان سے آپ نے یہ کہا تھا کہ ورقہ بن نوفل کے پاس چلیں یہ سب حضرت خدیجہؓ کا اپنا اقدام اور اپنی شفقت کا ایک اظہار تھا اس وقت حضور اکرمؐ کو وحی الٰہی میں تردد ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ہوا تھا۔ اور نہ آپ کو اس میں کسی قسم کا کوئی شک تھا پہلے کی کیفیت اس عجیب واقعہ کے محض طبعی اثرات تھے اور آپ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس چلے آنا اور ان سے یہ سننا کہ یہی ناموس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آیا کرتا تھا محض ایک تسکین قلب کا سامان تھا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ رب العزت انبیاء گذشتہ کے واقعات بیان فرما کر حضور اکرمؐ کی بعد میں بھی تالیفِ قلب فرماتے رہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ وحیِ الٰہی میں حضور اکرمؐ کو ایک لمحہ کے لیے بھی کوئی تردد نہ ہوا تھا۔

ورقہ بن نوفل نے حضور اکرمؐ سے یہ واقعہ سننے کے بعد کہا:

یالیتنی فیھا جذعًا یالیتنی اکون حیًا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اومخرجی ھم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ماجئت بہ الاعودی.

(وفی بعض الروایات الااوذی فتح الملہم جلد ۱ ص ۳۱۴)

ترجمہ: کاش کہ میں اس وقت تک جوان رہ سکتا جب آپ کو آپ کی قوم مکہ سے نکال دے گی۔ آپ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا یہ بھی ہو گا کہ وہ مجھے نکال دیں انہوں نے جواب دیا کہ آپ جو کچھ لے آئے ہیں وہ جو کوئی بھی لے کر آیا اس کے ساتھ یہی ہوا اسے ان سے عداوت ملی۔

اس کے بعد تقریباً تین سال تک کوئی وحی نہ آئی۔ (عینی شرح بخاری جلد ۱ ص ۳۷ فتح الملہم جلد ۱ ص ۳۱۵) پھر آپ کو وہی فرشتہ نظر آیا اور آپ پر پھر ہیبت طاری ہو گئی۔ اس وقت سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ اس کے بعد وحی کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہو گیا۔

وحی کا نزول اکثر کسی خاص واقعہ اور ضرورت کے پیش آنے پر ہوتا تھا عام طور پر تین تین چار چار آیتیں اترتیں۔ لیکن کبھی کبھی ایک لمبی مقدار بھی آپ پر نازل ہوتی۔ آپ کاتبوں کو بلا کر ہر وحی کو اس کی متعلقہ سورت میں لکھوا دیتے۔ بعض اوقات کئی کئی سورتیں بیک وقت زیرِ تدوین رہتیں اور بعض اوقات پہلی سورتوں کے دوران تکمیل ہی نئی سورتوں کا آغاز ہو جاتا اور آپ انہیں علیحدہ لکھنے کا حکم دیتے۔ اور آپ انہیں ایک نئی ترتیب سے لکھواتے۔

کیفیت نزول وحی

کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور اپنی موجودہ قویٰ کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا۔ کہ رب العزت مشافہۃً (اس کے سامنے سے ہو کر) اس سے کلام فرمائے اور وہ تحمل کر پائے اس لیے کسی انسان سے ہمکلام ہونے کی یہ تین سورتیں ہی ہوسکتی ہیں۔

پہلی صورت

ا۔ اللہ تعالیٰ فرشتے کے واسطہ سے کلام فرمائے مگر فرشتہ متجسد ہو کر آنکھوں کے سامنے نہ آئے وہ براہِ راست نبی کے دل پر نزول کرے اور نبی کو دل سے ہی فرشتے اور اس کی آواز کا ادراک ہو اس طریقِ نزول میں آپ کو پہلے ایک گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی تھی اور پھر حضرت جبریل امین وحی الٰہی کے ساتھ آپ کے قلب مبارک پر اترتے۔

قال اللہ تعالیٰ:

نزل به الروح الامین علیٰ قلبک (پ۱۹ الشعراء ۱۹۴)

ترجمہ: اس کو لے کر اترا ہے ایک معتبر فرشتہ آپ کے قلب مبارک پر۔

فانه نزله علیٰ قلبک باذن اللّٰه. (پ۱ البقرۃ ۹۷)

ترجمہ: بے شک جبریل نے اتارا ہے یہ کلام آپ کے قلب مبارک پر اللہ کے حکم سے۔

قلبک کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ معاملہ بالکل پوشیدہ اور اندر ہی اندر وجود

پذیر ہوتا تھا۔ پیغمبر کے وجود کے باہر خارجی طور پر کوئی ہستی نظر نہ آتی تھی۔ لغت میں وحی کا لفظ اخفاء اور اشارہ سریعہ پر دلالت کرتا ہے۔ لفظ وحی کا حقیقی مصداق نزولِ وحی کا یہی پیرایہ اخفاء ہے چنانچہ نزول وحی کی مختلف کیفیات میں اس کیفیت اخفاء کو خصوصیت سے وحی (اشارہ سریعہ) سے تعبیر کیا گیا ہے

یہ انداز اخفاء حضور پیغمبر خاتم ﷺ کے احساس پر شدید گزرتا تھا اور بیشتر وحی قرآنی غالبًا اسی صورت میں آتی رہی۔ اس احساس کی شدت کی وجہ محققین یہ لکھتے ہیں کہ اس حالت میں حضور پیغمبر خاتم ﷺ کو بشریت سے نکل کر ملکیت کی طرف جانا پڑتا تھا گویا اس وقت آپ آلاتِ جسدِ عنصری کو بالکل ایک طرف کر کے صرف روحانی قوتوں اور قلبی حواس سے کام لیتے تھے دل کے کانوں سے وحی کی آواز سنتے اور دل کی آنکھوں سے ہی فرشتے کو دیکھتے تھے۔ دل کی الٰہی قوتوں سے ان علوم کی تلقی فرماتے اور یہ کیفیت اندر ہی اندر پوری ہو جاتی تھی۔

یہ صورت بشریت سے ملکیت کی طرف آنے میں احساس پر کچھ گراں گزرتی۔ ہاں تیسری صورت وحی میں جب آپ کو نہیں بلکہ فرشتے کو ملکیت سے بشریت کی طرف آنا پڑتا اور حضرت جبریل خود انسانی شکل میں سامنے ظاہر ہوتے تو اس میں آنحضرتؐ کے لیے کوئی وجہ شدت نہ تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا ارشاد

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ انسان میں دو قوتیں ہیں۔ ایک قوتِ بشریہ اور دوسری قوتِ ملکیہ۔ ملائکہ کرام جب ان نفوس قدسیہ پر نازل ہوتے ہیں جو فائز نبوت ہوں تو انہیں کثافت بشری سے نکل کر لطافت نور میں آنے کی وجہ سے ایک احساس شدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس میں ان کے حواس بہت متاثر ہوتے ہیں۔

اما الصلصلة فحقيقتها ان الحواس اذا صادمها تاثير قوى تشوشت فتشويش قوة البصران يرىٰ الوانا الحمرة والصفرة و الخصرة ونحوذلك وتشويش قوة السمع ان يسمع اصواتًا مبهمة كالطنين والصلصلة الهمهمة فاذاتم الاثرحصل العلم. (حجۃ اللہ البالغہ جلد۲ ص ۱۸۹ مصر)

دورۃ القرآن الکریم وعلومہٖ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

ترجمہ: رہا صلصلہ (یعنی دو سخت چیزوں کا ٹکراؤ اور گھنٹی کی سی آواز)
سو اس کی حقیقت یہ ہے کہ حواس سے جب کوئی قوی تاثیر ٹکراتی ہے تو ان میں تشویش و اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ قوتِ باصرہ کی تشویش یہ ہے کہ مختلف قسم کے رنگ دکھائی دینے لگیں اور قوتِ سامعہ کی تشویش یہ ہے کہ مبہم قسم کی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے طنطناہٹ اور گھنٹی کی آواز اور ہمہمہ وغیرہ جب یہ اثر تمام پذیر ہوتا ہے تو پھر علم کا تحقق ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ اس کیفیت کو باب الایمان بصفات اللہ میں انقہار حواس (حواس کا مغلوب ہو جانا) سے تعبیر فرماتے ہیں۔ (حجۃ اللہ جلد ۱ص ۶۴)

جہت بشری اور جہت ملکی کا یہ تصادم حواس ظاہری میں تو تشویش پیدا کرتا تھا۔ لیکن آپ کی روحی قوتیں اور باطنی احساسات اس قدر قوی ہو جاتے تھے کہ آپ وہ کچھ سنتے جو دوسرے نہ سن سکتے اور حقائق و معارف کا وہ ادراک ہوتا کہ طائر قوت بشری کی پرواز وہاں تک ممکن نہ تھی۔ اس طنطناہٹ یا گھنٹی کی آواز کا کوئی مبداء یا مقطع محسوس نہیں ہوتا تھا اور اس اعتبار سے یہ آواز مرکب نہیں بلکہ بسیط ہوتی تھی۔

شیخ اکبر کا ارشاد

شیخ اکبر علامہ ابن الربی اس انداز وحی کی وجہ شبہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جس طرح گھنٹی کی آواز اور جھنجھناہٹ کے لیے کوئی خاص جہت معین نہیں ہوتی بلکہ وہ تمام اطراف و جوانب سے سنائی دے رہی ہوتی ہے، اسی طرح وحی کی آواز کے لئے بھی کوئی خاص جانب یا جہت معین نہ ہوتی تھی، یہ وجہ تشبیہ بہت لطیف ہے۔

۲۔ نزول وحی کی دوسری کیفیت

اللہ تعالیٰ بلاواسطہ کسی نورانی پردے کے پیچھے سے کلام فرمائے نبی کی قوتِ سامعہ استماع کلام سے براہِ راست لذت اندوز ہو لیکن آنکھوں کے آگے تجلیات حائل رہیں. حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر اسی انداز کی وحی میں کلام ہوا اور حضور ﷺ کے ساتھ بھی معراج کی رات اسی انداز میں کلام ہوا بلکہ آپ کے سامنے نور کے جلوے کے سوا اور کوئی پردہ دامن پھیلائے نہ تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۔نزول وحی کی تیسری کیفیت

کلام الٰہی کے نزول کی تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ متجسد ہو کر نبی کے سامنے آ جائے اور اس طرح خدا تعالیٰ کا کلام اور پیغام پہنچائے۔ جیسے ایک آدمی دوسرے سے خطاب کرتا ہے اس صورت میں آنکھیں فرشتے کو اس کی ظاہری صورت میں دیکھتی تھیں اور کان اُس کی آواز سنتے تھے بلکہ پاس بیٹھنے والے بھی گفتگو سن لیتے اور بات کو سمجھ سکتے تھے۔

کسی انسان کے رب العزت سے ہمکلام ہونے کی یہی تین صورتیں ہیں۔ قرآن پاک خود کہتا ہے۔

وما کان لبشران یکلمہ اللّٰہ الا وحیا اومن ورآء حجاب اویرسل رسولاً فیوحی باذنہ مایشآء انہ علی حکیم. وکذلک اوحینآ الیک روحا من امرنا ماکنت تدری ماالکتاب ولاالایمان ولکن جعلناہ نورًا نھدی بہ من نشآء من عبادنا وانک لتھدی الیٰ صراط مستقیم۵ (پ۲۵ الشوریٰ ۵۴)

ترجمہ: اور کسی انسان کو طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہمکلام ہو مگر اشارے ہی اشارے میں (نزول علی القلب) یا پردے کے پیچھے یا بھیج دے اللہ تعالیٰ کسی پیغام لانے والے (فرشتہ) کو۔ پھر اس کی طرف جو چاہے ایحاء فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بلند حکمتوں والا ہے اور اسی (ضابطہ) کے مطابق ہم نے قرآن پاک آپ کی طرف بھیجا ہے آپ تو جانتے ہی نہ تھے کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہیں تفاصیل ایمان لیکن ہم نے ہی اسے نور بنایا ہے اور ہم ہی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہدایت دیتے ہیں اور آپ بیشک صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی فرما رہے ہیں۔

نزول قرآن کی ان کیفیات ثلثہ میں سے دوسری صورت بالکل نادر رہی۔ لیلۃ المعراج میں یہی منہاج وحی تھا یہ صورتِ وحی دستور عام نہ بن سکی اور بیشتر قرآن پاک پہلی اور تیسری کیفیت کے مطابق ہی نازل ہوتا رہا۔ پہلی کیفیت کو وحی اور تیسری کیفیت کو ایحاء

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00 بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

خلاصہ

نزول قرآن کی ان کیفیات ثلثہ میں سے دوسری صورت بالکل نادر رہی۔ لیلۃ المعراج میں یہی منہاج وحی تھا یہ صورتِ وحی دستور عام نہ بن سکی اور بیشتر قرآن پاک پہلی اور تیسری کیفیت کے مطابق ہی نازل ہوتا رہا۔ پہلی کیفیت کو وحی اور تیسری کیفیت کو ایحاء سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ یہ وحی اور ایحاء کا تقابل ہے کسی چیز کو اپنی قسم کا قسیم نہیں بنایا جا رہا اور نہ کسی چیز کا اپنے آپ سے مقابلہ ہے وحی بلاواسطہ ہے اور ایحاء بالواسطہ۔
(مشکلات القرآن للعلامہ الانور ص ۲۳۴)

وحی بلاواسطہ سے مراد یہی ہے کہ پیغمبر کو اس کے وجود کے باہر کوئی ہستی دکھائی نہ دے اور عالم بیداری یا نیند میں قلب پر ہی القاء ہو رہا ہو ورنہ صحیح بخاری میں اس صورت میں بھی فرشتے کے آنے کی تصریح موجود ہے۔ (دیکھیے صحیح بخاری جلد ا ص ۴۵۷۔ بدء الخلق فوائد القرآن للعلامہ العثمانی ص ۶۳۴) ہاں اس صورت میں فرشتہ متجسد ہو کر سامنے نہ آتا تھا ایک اشارے ہی اشارے میں اس کا آپ کے قلب مبارک پر نزول ہوتا تھا۔ اسی القاء فی القلب اور نفث فی الروع کو اس مقام پر وحی (اشارہ سریعہ) کہا گیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں جب آپ سے کیفیت نزولِ وحی کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور اکرمؐ نے نادرالوجود اندازِ ہمکلامی (کیفیات ثلثہ میں سے دوسری کیفیت) کو دستور عام نہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہ فرمایا اور یہی ارشاد فرمایا۔

احیانًا یاتینی الوحی مثل صلصلة الجرس وهواشده علی فیفصم عنی وقد وعیت عنه ماقال واحیانًا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی مایقول. (بخاری جلدا، ص۲)

ترجمہ: کبھی تو وحی میرے پاس اس طرح آتی ہے کہ ایک گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اس کا احساس مجھ پر شدید گزرتا ہے۔ پھر یہ دباؤ مجھ سے اٹھ جاتا ہے اور جو کچھ فرشتے نے کہا ہوتا ہے میں محفوظ رکھ لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ متجسد ہو کر انسانی شکل میں مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں۔

حضرت ام المومنینؓ کہتی ہیں کہ میں نے کئی دفعہ آنحضرت ﷺ پر نہایت سردی کے دن وحی اترتی محسوس کی اس طرح اس کا دباؤ آپؐ پر اترتا اور آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپک رہا ہوتا تھا۔ (رواہ البخاری)

ابتداء وحی کے زمانہ فترت کے تین سال چھوڑ کر حضور اکرم ﷺ پر تقریباً بیس سال قرآن اترتا رہا۔ (فترت کے معنی رکنے کے ہیں ان تین سالوں میں وحی کا سلسلہ رک گیا تھا یہ زمانہ فترت وحی کا زمانہ کہلاتا ہے)۔ دس سال مکہ معظّمہ اور دس سال مدینہ منورہ کے اس وحی الٰہی کی تکمیل میں صرف ہوئے اس کے بعد ہمیشہ تک کے لیے وحی الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اب مجال ہے کہ حضرت جبریل یہ پیرایہ وحی رسالت زمین پر کبھی نزول فرمائیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرما دیا۔

قد انقطع الوحی وتم الدین. (مشکوٰۃ ص ۲۵۶)

ترجمہ: وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین مکمل ہو گیا ہے۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ نے بھی یہی اعلان فرمایا:

ان الوحی قد انقطع. (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۶۰)

ترجمہ: بے شک وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

(ملخص از آثار التنزیل)